انجمن ترقی اردو ہند

کا

ہفتہ وار اخبار

قیمت سالانہ
تین روپیہ
ایک پرچہ
تیرہ آنہ
تاریخ اشاعت
۱-۸-۱۵-۲۲

رجسٹرڈ نمبر
ا۔ ۹۲۲
ٹیلیفون نمبر ۴۹

ہماری زبان

ایڈیٹر :- آل احمد سرور

جلد ۱۵ | علیگڑھ - یکم جنوری ۱۹۵۷ ع | شمارہ ۲۷

اردو رسم خط

(از جناب اکبر جے پوری صاحب کشمیر)

جناب محترم!

تسلیم! آپ کے منشور سوال نامے پر غور کرنے کے لئے بزم اردو کشمیر نے ایک خصوصی اجلاس کا اہتمام کیا۔ اس سے قبل سوال نامے کی ۲۲ نقلیں کر کے (۱) وزیر تعلیم (۲) ناظم تعلیمات (۳) انسپکٹر مدارس (۴) بزم ادب (۵) حلقۂ علم و ادب (۶) ٹیچرز ایسوسی ایشن (۷) کلچرل کانفرنس (۸) رجسٹرار یونیورسٹی (۹) ڈین آف اورینٹل فیکلٹی (۱۰) پرنسپل اورینٹل کالج نصرة الاسلام (۱۱) پرنسپل مدینۃ العلوم حضرت بل (۱۲) پرنسپل گورنمنٹ اورینٹل کالج (۱۳) پرنسپل جامعہ باب العلم (۱۴) ایڈیٹرس ایسوسی ایشن (۱۵) حلقۂ ارباب ذوق (۱۶) ٹکسٹ بک کمیٹی اور اردو پروفیسروں کو ارسال کی گئیں۔

بزم اردو کشمیر نے تمام اراکین کو سوال نامے سے آگاہ کر کے غور و فکر کے بعد اپنی تجاویز پیش کرنے کے لئے کہا گیا۔ اردو اسٹڈی سرکل ٹیچرز ٹریننگ کالج کے اجلاس میں اس سوال نامے کو ایجنڈا رکھا گیا۔ ازاں بعد ۲۵ جولائی ۱۹۵۶ء گرینڈ ہوٹل سری نگر میں مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل اجلاس کے فیصلہ جات جو متفقہ طور پر طے ہوئے ارسال خدمت ہیں :-

(۱) پروفیسر رحمان راہی ایم اے (۲) پروفیسر عبدالعزیز ایم۔ اے (۳) پروفیسر مقبول کاظمی ایم اے (۴) پروفیسر محمد حسنین ایم اے (۵) مس بلقیس فاطمہ بیگ ایم اے (۶) محترمہ زہرہ بیگم ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی (۷) محترمہ عائشہ بیگم ایم اے (۸) نادم کشمیری صدر کشمیر ٹیچرز ایسوسی ایشن (۹) جناب شوریدہ کشمیری ایم اے (۱۰) شیدا کاشمیری (۱۱) تنہا کاشمیری۔ (۱۲) جناب کمال احمد صدیقی (۱۳) جناب سہیل عظیم آبادی۔ (۱۴) شمیم احمد شمیم (۱۵) شہ زور کاشمیری (۱۶) غضنفر مغربی (۱۷) قادری صاحب (۱۸) مضطر کاشمیری۔

سوائے شہ زور قادری صاحب تمام حاضرین نے اردو رسم خط میں اصلاح کی ضرورت کو محسوس کیا۔ ناظم تعلیمات نے اپنے خط مورخہ ۲۶ جولائی زیر ۱۳۵۵ میں مجھے اطلاع دی کہ آپ سے براہ راست اس معاملے میں خط کتابت جاری ہے۔

بزم اردو کشمیر کے جوابات

(۱) اردو رسم خط میں خفیف سی اصلاح کی ضرورت ہے نہ کہ اتنی کہ مروجہ صورت مسخ ہو جائے۔

(۲) چھپائی کے لئے نسخ اور لکھائی کے لئے نستعلیق کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ اردو ٹائپ کی ترویج اور تعمیم کی بے حد ضرورت ہے۔

(۳) صوتی انداز پر اردو حروف کی ترتیب کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۴) حروف علت کے لئے ہندی کی تقلید کی ضرورت نہیں۔

(۵) اردو زبان جیسے عام ہے اور اس سے زیادہ عام ہو جائے گی۔ اعراب کی ضرورت خود بخود کم ہو جائے گی۔

(۶) ہمزہ کی کتابت میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں۔

(۷) نون غنہ پر " چاند " کا نشان لگانا کافی ہے معقول تکینہ کی ضرورت نہیں۔

(۸) ہم آواز حروف کو صرف ایک حرف میں مدغم کر دینے سے اردو

زبان کی وسعت میں کمی ہو جائے گی اور اس قسم کی ترمیم سے تمام ادبی سرمایہ قدیم پارینہ بن جائے گا۔ ہاں کہیں کہیں اس کو جائز سمجھا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں مثلاً طوطا کے بدلے توتا۔ غلط کے بدلے غلت۔

(۹) اگر مخلوط آوازوں کے علیحدہ حروف قائم کئے جائیں تو کوئی ہرج نہیں۔

(۱۰) حروف تہجی میں اضافہ سے اردو کے مبتدی گھبرا جائیں گے اس لئے جوڑ کی دو دو شکلوں کی ضرورت نہیں۔

(۱۱) بیرونی زبان کے الفاظ پر کیا منحصر ہے اگر تمام الفاظ ممکن طور پر ہجائی انداز میں لکھے جا سکیں تو بہتر ہو۔ جیسے امرت سر۔

(۱۲) یا سبق سابقوں کا علیحدہ لکھا جانا بہتر ہے لیکن اشعار میں اس کی قید کبھی مشکل ہو جائے گی جیسے گُل ستان کو فاعلن کے وزن پر اور کبھی گلستان کو فعولن کے وزن پر باندھتے ہیں۔ علیحدہ لکھنے سے یہ رعایت نہ رہ سکے گی۔ لیکن عام طور پر کاری گر، دے کر، اخوب صورت وغیرہ علیحدہ لکھنا افضل ہے۔

(۱۳) اس معاملے میں تھوڑی سی ترمیم کی ضرورت ہے۔ تنوین کی جگہ ن کا استعمال یا حروف شمسی سے قبل ال کا حذف اور قمری حروف سے قبل ل کا حذف کرنا بہتر ہے۔ واؤ معدولہ کا ہٹا دینا جائز نہ ہوگا۔

(۱۴) اردو بہت آسان اور عام فہم زبان ہے ابتدائی تعلیم کی رعایت سے اس میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں۔

مزید سفارشات

(۱) ہائے مخلوط کو کسی بھی صورت میں غلط استعمال نہ کیا جائے ہے۔ جم ہر ایک کو غلط سمجھا جائے۔ ہائے مخلوط صرف ایسے الفاظ میں استعمال کی جائے جہاں اس کی انفرادی حیثیت کچھ نہ ہو۔

(۲) ی۔ ۓ۔ ے تین شکلیں رکھی جائیں۔ لڑکے آئے۔ آئی خدا۔ لڑکی آئی ہے۔

(۳) جو بھی رسم خط متفقہ طور پر منظور ہو اس کو گوشہ گوشہ تک پہنچانے کا باضابطہ انتظام ہو۔ اخبارات، رسائل، کتب اور تمام پریس کے متعلقین کو آگاہ کر دیا جائے۔ تاکہ تمام اردو اشاعت یک رنگ ہو۔ تعلیمی محکموں کے ذریعے اساتذہ کو واقفیت دلائی جائے۔ ہند کے تمام کاتبوں کو تاکید کے ساتھ متنبہ کیا جائے کہ وہ اس رسم خط کے بغیر اردو زبان کی کسی کتابت میں کوئی اور رسم خط استعمال نہ کریں۔ ورنہ ترمیم و اصلاح ایک مضحکہ بن کر رہ جائے گی۔

(۴) رسم خط کے بارے میں پاکستان کے شعبۂ اردو سے بھی مشورہ حاصل کیا جائے۔

(۵) فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر ہو لیکن جو فیصلہ ہو اس پر سختی سے کار بند رہا جائے۔

عدالتوں کا معیار

خبریں آ رہی ہیں کہ حکومت یو۔پی ہندی کی ترقی میں اور تیزی پیدا کرنے والی ہے خصوصاً عدالتی کارروائیوں کو جلد سے جلد ہندی میں منتقل کرنا چاہتی ہے اس لئے گورنر یو۔پی کی آگرہ والی تقریر کو ایک بر وقت تنبیہ سمجھا جا رہا ہے۔

گورنر یو۔پی۔ مسٹر کے ایم منشی نے آگرہ میں فرمایا کہ قانون داں کا پیشہ بہترین پیشہ ہے۔ مسیحی کے بعد یہ شریف ترین پیشہ ہے۔ اگر ہم نے عدالتوں اور قانون کی تعلیم میں انگریزی کی بجائے ہندی کو داخل کرنے میں جلدی کی تو عدالتوں کا معیار گر جائے گا اور پورے ملک میں عدالتوں کا مشترک نظام ختم ہو جائے گا۔

گورنر صاحب کے اس بیان سے غالباً ڈاکٹر، حکیم، اور ویدوں کو بجا طور پر شکایت ہوگی کہ مشرق میں صدیوں سے طب کو اشرف ترین کہا گیا اور تسلیم کیا گیا ہے لیکن اس شرف کو ایک ہی آن میں انھوں نے چھین کر اپنے ہم پیشہ وکیلوں کے حوالے کر دیا۔

عبدالرحیم خان خاناں کی جینتی

عبدالرحیم خان خاناں کی ۴۰۰ ویں جینتی ہزاروں آدمیوں نے اتوار ۲۰ دسمبر کو ان کے مقبرہ دہلی میں منائی۔ مزار پھولوں سے سجایا گیا تھا۔

خان خاناں اکبر کے نگراں بیرم خاں کے صاحبزادے تھے اور جہانگیر کے اتالیق۔ مختلف بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے۔ وہ اس زمانے کی ہندی اور فارسی کے شاعر اور عالم تھے۔ ہندی شاعری میں ان کا بڑا مرتبہ ہے۔

اس تقریب کے جلسے کی صدارت ہندی کے مشہور شاعر شری بالکرشن شرما ممبر پارلیمنٹ نے کی۔ اردو کے مشہور شاعر ساحر لدھیانوی صاحب اور جناب گوپی ناتھ امن نے اشعار میں خان خاناں کو خراج عقیدت پیش کیا۔

ہماری زبان

یکم جنوری ۱۹۵۷ء

ایشیائی مصنفوں کی کانفرنس

۲۳ دسمبر سے ۲۸ دسمبر تک دہلی میں ایشیائی ادیبوں اور مصنفوں کی ایک شاندار کانفرنس ہوئی جس میں ۱۶ ایشیائی ملکوں کے نمائندے اور متعدد دوسرے ملکوں کے ادیب شریک تھے۔ اس سے ایک دن پہلے ہندوستان کے ادیبوں کی کانفرنس ہوئی تھی جس میں تین سو کے قریب ہندوستان کی مختلف زبانوں کے ادیب شریک تھے۔ باہر کے آنے والے ادیبوں کی تعداد سو کے لگ بھگ تھی

اس کانفرنس کی وجہ سے ایشیا کے ادیب ایک دوسرے کے اور قریب آ گئے۔ ایشیا کی بیداری کے مسائل، مصنف اور آزادی، تہذیبی میل جول، مصنف اور اس کا پیشہ جیسے اہم موضوعات پر تبادلۂ خیالات ہوا۔ کانفرنس میں آزادی سے ہر نقطۂ نظر ظاہر کیا گیا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ مصنف کو صرف جمالیاتی تجربے کا خیال رکھنا چاہئے، کچھ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ مصنف صرف اشتراکی نظام ہی میں آزادی حاصل کر سکتا ہے۔ کچھ نے کہا کہ ان حکومتوں میں ادب کو فروغ ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر اس بات پر سب متفق تھے کہ ایشیائی ممالک کے ادیبوں کو ایک دوسرے کے ادب سے اور زیادہ واقف ہونا چاہئے تاکہ وہ امن، انسانیت اور تہذیب کی زیادہ خدمت کر سکیں۔

اس کانفرنس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اب دنیا میں ادیبوں کے منصب کا احساس عام ہو رہا ہے اور ادیب بھی اپنے فرائض سے غافل نہیں ہیں۔ نیز یہ بھی روشن ہو گیا کہ ہندوستانی ادیبوں میں بڑے اختلافات ہیں اور ان کا ایک مشترک مقصد کے لئے ایک تنظیم کے ماتحت جمع ہونا ابھی بہت وقت چاہتا ہے۔

کانفرنس میں بار بار یہ بات دہرائی گئی کہ تمام زبانیں اور ادب برابر ہیں اور زبان و ادب کی عظمت بولنے والوں کی تعداد پر نہیں، اس کے ادب کی جامعیت اور گہرائی پر موقوف ہے۔

اردو زبان و ادب کو ہندوستانی زبانوں میں جو اہمیت حاصل ہے، اس کا کانفرنس میں پورا احساس نظر آیا۔ یہ فال نیک ہے۔ کاش ہمارے ارباب سیاست بھی اسی رواداری اور سوجھ بوجھ کا ثبوت دیتے۔

یوپی بورڈ اور تین لازمی زبانوں کا مسئلہ

مرکزی حکومت نے ثانوی تعلیم کے لئے جو خاکہ بنایا ہے اس کے مطابق مادری زبان اور انگریزی کے علاوہ ایک اور علاقائی یا ہندوستانی زبان کی تعلیم بھی لازمی ہونی چاہئے۔ یہ اصول نہایت مناسب ہے مگر یوپی بورڈ نے حال کے ایک جلسے میں اس کی مخالفت کی ہے۔ بورڈ کی رائے یہ ہے کہ اس طرح طلبا کے ذہن پر بہت بار پڑے گا اور وہ دوسرے مضامین کے لئے پورا وقت نہ نکال سکیں گے۔ دراصل یہ خیال ایک غلط فہمی پر مبنی ہے۔ ثانوی تعلیم طلبا کو زندگی کے مختلف کاموں کے لئے تیار کرتی ہے۔ بیشتر طلبا کے لئے یہ تعلیم کی آخری حد ہے کیونکہ یونیورسٹی کی تعلیم سے سب فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اگر تین زبانوں کی تعلیم لازمی قرار دے دی گئی تو اول تو عام طلبا کو زبان و بیان پر زیادہ قدرت ہوگی دوسرے یونیورسٹی میں جانے والوں کی بنیاد اور مضبوط ہوگی اور وہ یونیورسٹی کی تعلیم سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں گے۔ یوپی میں ہندی اور انگریزی کے علاوہ تیسری زبان یا اردو ہوگی یا بنگالی یا پنجابی، اور اس طرح یوپی کے تمام باشندوں کو علاقائی زبان انگریزی اور مادری زبان تینوں میں مہارت حاصل کرنے کا موقع مل جائے گا۔ ہمیں امید ہے کہ مرکزی حکومت کے بلند مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے یوپی بورڈ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرے گا۔

ہفتہ وار ہماری زبان

یکم دسمبر ۱۹۵۶ سے ہماری زبان ہفتہ وار ہو گئی ہے اور باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ یہ نہ صرف انجمن ترقی اردو ہند کی سرگرمیوں، اردو دنیا کی خبروں اور زبان کی بقا اور ترقی کے متعلق مضمونوں کی اشاعت کرے بلکہ اردو کا ایک اچھا اخبار بھی ہو اور اس میں علمی ادبی مضامین، دلکش نظمیں اور غزلیں اور کتابوں کے متعلق مفید معلومات بھی ہوں۔ اس کی قیمت صرف تین روپے سالانہ اس لئے رکھی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسے خرید سکیں۔ ہمیں امید ہے کہ ہماری شاخیں اس کی اشاعت کی طرف خاص توجہ کریں گی اور اردو سے دلچسپی رکھنے والے بڑی تعداد میں اس کے خریدار بنیں گے۔ اس کا ادبی کالم شروع ہو گیا ہے۔ بہت جلد خبروں کا کالم شروع ہونے والا ہے اور عنقریب اس میں تصاویر کا بھی انتظام کیا جائے گا۔ اب تک اس کا بڑا پرجوش خیر مقدم ہوا جس کے لئے ہم شکر گزار ہیں لیکن سب سے اچھا خیر مقدم خریداروں کے حلقے کی وسعت ہے جس کے لئے ہم تمام پڑھنے والوں سے تعاون کی درخواست کرتے ہیں۔

ایشیائی ادیبوں کی کانفرنس

۲۳ دسمبر سے ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء تک دہلی میں ایشیائی ادیبوں کا ایک یادگار اجتماع ہوا۔ اس اجتماع سے پہلے ۲۲ دسمبر کو ہندستانی ادیبوں کے جلسے ہوئے جس میں تقریباً تین سو مصنف ہندستان کے ہر گوشے سے جمع ہوئے۔ اس جلسے میں ہر زبان کے ڈیلی گیٹ چنے گئے اور اسٹیرنگ کمیٹی کے لئے نمائندے بھی تجویز کئے گئے۔ ہندستانی زبانوں میں سب سے زیادہ تعداد میں اردو کے نمائندے تھے جن کی تعداد ستر کے قریب تھی۔ جس کے بعد ہندی کے نمائندے تھے۔ ہر زبان کے پانچ ڈیلی گیٹ چنے گئے اردو کے ڈیلی گیٹ حسب ذیل تھے۔

(۱) پروفیسر آل احمد سرور۔ (لیڈر)
(۲) پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق
(۳) ڈاکٹر رام بابو سکسینہ
(۴) جناب کرشن چندر
(۵) جناب راجندر سنگھ بیدی

اسٹیرنگ کمیٹی کے نمائندے جناب سجاد ظہیر اور ڈاکٹر عبدالعلیم تھے۔

۲۳ دسمبر ۱۹۵۶ء

آج پروفیسر ہمایوں کبیر کی صدارت میں وگیان بھون میں ایشیائی ادیبوں کی کانفرنس کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس کانفرنس میں ایشیا کے ۱۴ ملکوں کے نمائندے شرکت کے لئے آئے۔

سب سے پہلے دہلی میونسپل کمیٹی کے صدر اور کانفرنس کے مجلس استقبالیہ کے صدر آر. این. اگروال نے تقریر کی اور فرمایا کہ ادیب اور فن کار آپس میں تہذیبی تعلقات قائم کر کے انسانیت کی تشکیل میں حصہ لے سکتے ہیں۔ آج ایشیا کے ادیب ایک دوسرے کے قریب آ رہے ہیں۔ یہ بات بذات خود اہم اور قابل قدر ہے۔

پروفیسر ہمایوں کبیر نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ ایشیا کے ادیبوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اثرات کو ساری دنیا میں پھیلانے کے لئے استعمال کریں۔ ساتھ ہی ساتھ ایسی فضا پیدا کریں جس سے مختلف دنیا کی مختلف قومیں اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کریں۔ انھوں نے کانفرنس کے سامنے یہ خیال بھی رکھا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ تمام ایشیا والوں کی لکھاوٹ کا ایک ہی رسم خط ہو اور وہ رومن رسم خط مناسب ہوگا۔

ہمایوں کبیر صاحب کی تقریر کے بعد دنیا کے مختلف ادیبوں کے پیغامات پڑھ کر سنائے گئے۔ اس کے بعد ہر ملک کے وفد کے لیڈروں نے تقریریں کیں جن میں چینی ادیب چین پی منت چینی وفد کے رہنما ماؤ دن، ایران کے ادیب پروفیسر سعید نفیسی کوریا کی رائٹرس یونین کے صدر مسٹر ہان سل یا میلون وفد کے رہنما مسٹر جیا تلکا، پاکستان وفد کے رہنما فیض احمد فیض، جنوبی ویت نام کے رہنما مسٹر نگیں توجہانگ شمالی ویت نام کے رہنما مسٹر نگسن ہان شامل ہیں۔

ایشیائی کانفرنس کے سکریٹریٹ کی طرف سے ڈاکٹر ملک راج آنند سکریٹری جنرل نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ ڈاکٹر آنند نے اپنی رپورٹ میں فرمایا کہ یہ غیر سیاسی اجتماع ہے اور اسی لئے کسی تجویز کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ کانفرنس کی جانب سے ایسا بیان ضرور دیا جا سکتا ہے جس پر سب لوگ متفق ہوں۔ یہاں آزادانہ تبادلۂ خیال ہونا چاہئے اور ایسا کوئی حوالہ نہ دیا جائے جو کسی ملک کے اندرونی معاملات سے تعلق رکھتا ہو۔

ڈاکٹر آنند کی تقریر کے بعد سیلون، برما، چین کے نمائندوں نے اپنے ملک کے ادیبوں کے بارے میں تقریریں کیں۔

حسب ذیل ملکوں نے اپنے نمائندے بھیجے۔

برما، چین، سیلون، منگولیا، نیپال، سیریا، ایران، مصر سوویت یونین، شمالی ویت نام، جنوبی ویت نام، شمالی کوریا اور ہندستان۔

(باقی)

انجمن کی خبریں

ناگپور (ریاست بمبئی)

۲۹ دسمبر ۱۹۵۷ء بروز اتوار ۹ بجے صبح انجمن ترقی اردو ناگپور کی مجلس منتظمہ کا جلسہ زیر صدارت جناب مسعود حسین صاحب شاکر اورنگ آبادی، جناب میر ہدایت حسین صاحب نائب صدر انجمن ہٰذا کے دولت کدہ میں منعقد ہوا۔ جس میں انجمن کی اب تک کی کارگزاریوں پر نیز آئندہ انتخابات سے متعلق حسب ذیل تجاویز پاس ہوئیں۔

(۱) طے پایا کہ جلد از جلد نئے سال کے لئے ممبر سازی شروع کی جائے نیز فروری کے پہلے ہفتے میں انتخاب کرایا جائے اس سلسلے میں سابقہ تجربات کی روشنی میں آئندہ ممبر سازی و انتخابات میں آسانی کے لئے حسب ذیل طریق کار اختیار کرنا طے پایا۔

(الف) ممبر سازی کی رسید بکیں دلچسپی لینے والے صرف انہیں حضرات میں تقسیم کی جائیں جو انجمن ہٰذا کے باقاعدہ ممبر ہوں، یا جتنی بک میں فی بک چار آنے کے حساب سے پیشگی جمع کریں۔

(ب) رسید بکیں دس دس فارم پر مشتمل ہوں اور حسب ذیل مقامات سے دلچسپی لینے والے حضرات میں تقسیم کی جائیں۔

(۱) سکریٹری مسلم لائبریری محمد علی روڈ ناگپور ۲
(۲) حنیف بک ڈپو محمد علی روڈ ناگپور ۲
(۳) تسنیم لائبریری انوارہ بازار ناگپور

(ج) ممبر سازی کی آخری تاریخ ۲۵ جنوری ۱۹۵۸ء مقرر کی گئی۔ اسی دن شب میں دس بجے تک کل کتابیں سکریٹری مسلم لائبریری کے دفتر میں واپس لی جائیں گی۔ اس کے بعد وصول ہونے والی بکوں پر بنائے گئے ممبران کو انتخاب میں حصہ لینے کا حق نہ ہوگا لیکن ۲۸ جنوری تک دفتر مسلم لائبریری میں جو حضرات بذات خود تشریف لاکر ممبر بنیں گے وہ انتخابات میں حصہ لے سکیں گے۔

(د) تقسیم شدہ ممبر سازی بک جو واپس نہ آئی ہوں اس کی ذمہ داری انجمن ہٰذا پر نہ ہوگی۔ نہ ہی عدم وصول شدہ بکس پر بنے ہوئے ممبران کو ممبر تسلیم کیا جائے گا۔

تجویز نمبر ۲۔ طے پایا کہ ممبران مجلس منتظمہ ہر پنجشنبہ کی شام کو محترم شاکر صاحب صدر انجمن کے دفتر میں جمع ہوا کریں جہاں ممبر سازی کے کام کی رفتار کا جائزہ لیا کریں گے۔ نیز زیادہ سے زیادہ ممبر سازی کے ذرائع پر غور و عمل کی راہیں پیدا کرنے پر غور کریں گے۔

تجویز نمبر ۳۔ طے پایا کہ آئندہ اتوار ۲۹ دسمبر کی سہ پہر میں ایک ادبی نشست کا مسلم جم خانہ صدر، ناگپور میں انجمن کی جانب سے اہتمام کیا جائے جس میں شہر کے ادبا و شعراء کو مدعو کیا جائے جو اپنی تازہ تخلیقات پیش کریں۔

جناب ہدایت حسین صاحب کی جانب سے ممبران کے لئے صبح کے ناشتے کا پرتکلف انتظام کیا گیا تھا۔

جلسہ ساڑھے گیارہ بجے دن کو خوش آئند توقعات اور بلند ارادوں کے لئے ختم ہوا۔ (نامہ نگار)

بیدر (میسور)

انجمن ترقی اردو بیدر کے مولانا احمد سعید بخاری نے میسور کی دوسری زبانوں کو دی جانے والی رعایتوں اور سہولتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب بلگام میں ۲۰ فی صد مرہٹی زبان والوں کا تحفظ کرتے ہوئے حکومت نے مرہٹی کو اس ضلع میں ثانوی زبان کا درجہ دیا تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ بیدر میں اردو بولنے والی ۳۰ فی صد آبادی کو نظر انداز کردیا جائے۔

انھوں نے بعض حلقوں کی جانب سے اردو بولنے والوں کے تناسب کو گھٹا کر پیش کرنے کی مذمت کی۔ (دکن تیوز)

دلّی

سالانہ جلسہ

شاخ انجمن ترقی اردو دلّی کا سالانہ جلسہ زیر صدارت ڈاکٹر تاراچند (سفیر ایران) ۲۰ دسمبر ۱۹۵۷ء بروز اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ اسی شام سید سجاد ظہیر کی صدارت میں مشاعرہ بھی ہوگا جس میں اور شعراء کے علاوہ حضرت جگر مرادآبادی، سردار جعفری، فیض احمد فیض، اور عرش صدیقی، جاں نثار اختر، ساغر نظامی، پنڈت ہری چند اختر، عرش ملسیانی، جگن ناتھ آزاد اور آل احمد سرور کی شرکت کی توقع ہے۔ مشاعرہ میں داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوگا۔

بلند شہر (یوپی)

ظفر برنی پروپیگنڈہ سکریٹری تحریر فرماتے ہیں کہ گزشتہ دنوں انجمن ترقی اردو شاخ بلند شہر نے حسب پروگرام ایک جلسہ بہ صدارت جناب خضر برنی صاحب منعقد ہوا جس میں مشہور شاعر مجاز لکھنوی اور بابائے اردو علامہ پنڈت دتاتریہ کیفی کو اظہار عقیدت پیش کیا گیا۔

صدر جلسہ جناب خضر برنی نے مجاز لکھنوی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مجاز نے کم عمری میں ہی ایک اعلیٰ مقام حاصل کر لیا تھا۔ مجاز کی مشہور نظم "آوارہ" پڑھی گئی۔ کیفی مرحوم کے متعلق صدر صاحب نے کہا کہ موصوف نے واقعی جو کام اردو کی ترقی و ترویج کے لئے کیا وہ قابل تحسین ہے۔ موصوف نے مزید فرمایا کہ اردو اداروں خصوصاً انجمن ترقی اردو کو چاہئے کہ وہ مرحوم کے منتشر مضامین کو یکجا کرکے شائع فرمادے۔ اس کے بعد ایک بزم مشاعرہ منعقد ہوئی جس میں خضر برنی، جوہر سرمدی، ... نے شرکت کی

کوٹہ (راجستھان) "ایک تقریب"

راجستھان کے اکثر راجگان نے ہمیشہ علم و ادب کی سرپرستی فرمائی ہے۔ مہاراؤ کوٹہ بھی انہیں متعدد رؤسا میں سے ہیں جو ہمیشہ پبلک کی فلاح اور علم و ادب کی سرپرستی میں پیش پیش رہے ہیں حال میں اُن کے سب سے بڑے فرزند کنور برج راج سنگھ ایم۔ اے کی شادی خانہ آبادی کی تقریب کے موقع پر ۲۰ دسمبر ۱۹۵۷ء کو کوٹہ کی پبلک نے اظہار خوشی اور مبارکباد کی غرض سے ایک وسیع ایٹ ہوم دیا جس میں علاوہ مہاراؤ صاحب، ان کے افراد خاندان، رؤسا و دیگر متعدد مہمانان کے کوٹہ کے حکام، اہل علم، وکلاء، پنچایت کے ممبران، تجارت پیشہ اصحاب اور اخباری نمائندے بھی شامل تھے۔

امید بھون کے خوشنما وسیع لان میں تقریب ایٹ ہوم منعقد کی گئی تھی۔ چونکہ کوٹہ کے عوام کی جانب سے یہ ایٹ ہوم تھا۔ اس لئے عوام کی زبان میں ہی مبارکباد پیش کی گئی۔ اس موقع پر انجمن ترقی اردو شاخ کوٹہ نے عوام کے جذبات کی ترجمانی کا حق ادا کیا۔ سب سے پہلے انجمن ترقی اردو کے سکریٹری محمد حسین صاحب ایم۔ اے ایل۔ ایل۔ بی (علیگ) ایڈوکیٹ نے مناسب الفاظ میں انجمن کا تعارف کرایا۔

مہاراؤ صاحب بہادر۔ معزز مہمانان و حاضرین!

کوٹہ کے راجاؤں نے ہمیشہ علم و ادب کی سرپرستی فرمائی ہے ان کے دربار میں اردو ہندی کے بلند پایہ شاعر رہے ہیں۔ اس علمی رجحان کی بنا پر کوٹہ صوبہ راجستھان میں تعلیم کے میدان میں بہت آگے رہا ہے۔ جب ہندوستان میں اردو زبان کی ترویج و ترقی کی باقاعدہ تحریک شروع ہوئی تو صوبہ راجستھان میں کوٹہ کے عوام ہی کو یہ فخر حاصل ہے کہ انجمن ترقی اردو ہند کی شاخ سب سے پہلے کوٹہ میں قائم کی گئی۔ یہ جماعت کل ہند بنیاد پر قائم ہے اور شاخ کوٹہ اردو کی تعلیم اور ترویج کے لئے برابر کام کر رہی ہے سابق میں اس کے صدر جناب حاجی میر اوصاف علی صاحب ایڈوکیٹ۔ جناب بابو دلیپ سنگھ صاحب (ایم۔ ایل۔ اے) راجستھان رہے ہیں۔ موجودہ صدر جناب پروفیسر ڈاکٹر شیام سروپ صاحب کلسریشٹھ ایم۔ اے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ صدر شعبۂ کامرس ہیں اور خاکسار سکریٹری کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ شادی کی مبارک تقریب میں یہ ایٹ ہوم عوام کی طرف سے دیا گیا ہے اور یہ نظم مبارکباد انجمن کی جانب سے پیش کی جا رہی ہے امید ہے مہاراؤ صاحب اس کو قبول فرمائیں گے۔ نظم انجمن کے لائق کارکن منشی غلام حسین صاحب مفتوں نے لکھی ہے۔

(اگر آئندہ اشاعت میں گنجائش نکلی تو یہ دلچسپ نظم بھی دے دی جائے گی۔ ہماری زبان)

محمد حسین

سکریٹری انجمن ترقی اردو کوٹہ

غزل

ہے وہی سلسلۂ کارِ جہاں تیرے بعد
وہ مگر گرمیٔ بازار کہاں تیرے بعد

اور بھی ڈوب گئی نبضِ گماں تیرے بعد
زندگی ہو گئی نزدیکِ خزاں تیرے بعد

خامشی جن کو سکھاتی رہی آدابِ جنوں
کہیں وہ راز نہ ہو جائیں عیاں تیرے بعد

جل بجھا شعلۂ جاں ضبط کی بیتابی سے
قلبِ احساس سے اٹھتا ہے دھواں تیرے بعد

ایک ہی حادثہ جینے کے لئے کافی ہے
اب بناؤں گا نہ شیشہ کا مکاں تیرے بعد

کیا گوارا ہے تجھے ہو مرا چرچا گھر گھر
لوگ کرتے رہیں رسوائے جہاں تیرے بعد

جن کو صوفیؔ نے کیا واقفِ اسرارِ نہاں
پھر وہی لوگ ہوئے دشمنِ جاں تیرے بعد

سیفر احمد صوفی

سوائی مادھوپور (راجستھان)

مولوی احترام الدین احمد جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو راجستھان اطلاع دیتے ہیں کہ باوجود قصبہ سوائی مادھوپور جیسے سنگین کوہستانی خطے سے جو تاریخی مشہور قلعہ رنتھمبور کے دامن میں آباد ہے، خدمت اردو کے جذبہ کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ یعنی انجمن ترقی اردو ہند کی شاخ تو یہاں عرصے سے قائم تھی مگر مراسر خشک۔ اب چند محبان اردو نے اس کو سرسبز کیا ہے اور حوصلہ مندانہ عزائم کے ساتھ جدید انتخابات عمل میں لائے گئے ہیں راجستھانی شاخ نے اس کا الحاق بھی منظور کر لیا ہے۔ اب اس انجمن کے پیش نظر متعدد مسائل ہیں جن کی بابت ۲۰ دسمبر کو ایک عام میٹنگ طلب کی گئی ہے۔

اس شاخ کے عہدہ داران حسب ذیل ہیں اور اس کے سرگرم کارکن خاص حکیم سید شاہد علی صاحب بھی ہیں جو مجلس عاملہ کے رکن ہیں۔

(۱) محمد حیات خاں صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل بی (علیگ) ایڈوکیٹ صدر
(۲) سید اختر حسین ” ” ” وکیل نائب صدر
(۳) سید فاروق حسین ” ایم اے ” جنرل سکریٹری
(۴) منشی سلامت علی صاحب (۵) قاضی اقسام اللہ صاحب۔ جوائنٹ سکریٹری
(۶) سردار اجیت سنگھ صاحب خزانچی

اردو دنیا

جاپان میں اردو

مسٹر اجیما (اندھرا) یونیورسٹی کے پراجیکٹ کی طرف سے ایک وفد کے ساتھ جاپان گئے تھے۔ یہ وفد وہاں ۴۵ روز اپنی سرگرمیوں اور دلچسپیوں کے سلسلے میں رہا۔ انھوں نے جاپان کے متعلق بہت سی نئی باتیں بتائیں ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ جاپانی ۱۲ گھنٹے کام کرنے کے بعد بھی نہیں تھکتے اور اس سے زیادہ کرنے کے لئے کام ان کے پاس نہ ہو تو اسے بیکاری کے مثل شمار کرتے ہیں۔

انھوں نے حیدرآباد کے اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے بتایا کہ ہم سب لوگ حیرت میں رہ گئے جب ہم سے ایک جاپانی پروفیسر نے اردو زبان میں بے تکلف بات چیت کی۔

اسٹیشن سے اردو غائب

تحصیل نوگڑھ ضلع بستی کے ریلوے اسٹیشن پر اردو ہندی اور انگریزی میں اسٹیشن کا نام لکھا ہوا تھا۔ ایک دن لوگوں نے دیکھا کہ اردو میں لکھا ہوا نام مٹا دیا گیا ہے اور اس کی جگہ ہندی میں لکھ دیا گیا ہے مٹتے ہوئے بے زبان حرفوں نے غالب کی زبان میں شاید احتجاج بھی کیا ہو۔

یارب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لئے
لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرر نہیں ہوں میں

گر وہاں کون سنتا۔ بظاہر اس کی وجہ یہ سمجھی جاتی ہے کہ علاقہ نیپال میں مہاتما بدھ کی پیدائش کی جگہ جانے والے بدھ زائرین اسی ریلوے اسٹیشن سے اتر کر جاتے ہیں ان میں بڑی تعداد ہندی زائرین کی ہوتی ہے۔ پھر بھی یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ [illegible] نام بدلنے کے لئے اردو نام مٹانے کی کیا ضرورت تھی؟

ہر بلائے کز آسماں آید
گرچہ بر دیگراں قضا باشد
تا رسیدہ زمیں می پرسند
خانۂ انوری کجا باشد؟

قوانین کا اردو ترجمہ

حکومت اترپردیش نے ایک پریس نوٹ میں کہا ہے کہ ریاستی حکومت نے قانونی رسالوں کو مرکزی حکومت کے قوانین کا اردو ترجمہ، چند شرائط پر شائع کرنے کی اجازت دینے کا فیصلہ کیا ہے

اجازت کے لئے سکریٹری محکمہ لیجسلیٹو اترپردیش سے درخواست کرنی ہوگی۔

امریکہ میں اردو

پنڈت جواہرلال نہرو نے اس مرتبہ امریکہ کے سفر میں ہندوستانیوں کے ایک جلسے میں اپنی مادری زبان اردو میں تقریر کی۔ اور وہاں کے ایک ہندوستانی مسٹر دلیپ سنگھ سوند نے ہندوستانی میں پنڈت جی کا سواگت کیا۔ مسٹر دلیپ سنگھ پیدائشی امریکی شہری اور ہندی نژاد ہیں۔

یہ پر لطف بات ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے انگلستان میں ایک مرتبہ اپنی زبان میں تقریر کی اور اس مرتبہ پنڈت نہرو نے امریکہ میں۔ تو دونوں موقعوں پر اخبار نویسوں نے اسے ہندی سے تعبیر کیا یہ خوشی کی بات بھی ہے کہ کم سے کم ہمارے اخبار نویس ہندی اور اردو میں یک رنگی اور ہم آہنگی محسوس کرتے ہیں اور حسن و قبح کا امتیاز اٹھا دیتے ہیں۔

تاکس نہ گوید بعد ازیں...

نئے لفظ کا اضافہ

اس مرتبہ مسٹر چو این لائی وزیر اعظم چین نے کلکتہ کے انڈین اسٹیٹسٹیکل انسٹی ٹیوٹ کے باغ میں آم کا ایک پودا اپنے ہاتھ سے لگایا تھا۔ وزیر اعظم بنگال نے اس موقعے پر انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر کو ہدایت کی کہ اس پیڑ کے آم کا نام چو این لائی رکھ دیا جائے

آموں کے نام رکھنے میں لوگوں نے بڑی بڑی جدتیں دکھائی ہیں۔ سفیدہ، دسہری، توتا پری، شاہ پسند، لنگڑا، ثمر بہشت اور نہ جانے کیا کیا نام رکھ ڈالے ہیں۔ اب یہ ثمر چین یعنی چو این لائی کا مزید اضافہ ہوا ہے۔ خدا کرے کہ اس پیڑ میں جب آم آئیں تو اتحاد چین و ہند کی طرح شیریں اور شاداب ہوں۔

اردو کا حق

دکن کے مسلم کنونشن میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر سید محمود وزیر وزارت خارجہ نے اردو کے متعلق فرمایا کہ اردو کسی دوسری زبان کی مد مقابل نہیں ہے۔ نہ کسی خاص فرقے کی زبان ہے۔ ملک پر اردو کا جو حق ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا مجھے امید ہے کہ اردو مناسب تحفظات حاصل کر کے ملک کی لسانی ترقی میں اہم اور نمایاں فرض انجام دے گی۔

اردو علاقائی زبان

جھانسی میں متحدہ محاذ کی دو روزہ ڈویژنل کانفرنس زیر صدارت مہند پرتاپ شری پالی وال وغیرہ نے شرکت کی۔

ایک پریس کانفرنس میں شری پالیوال نے فرقہ پرست گروپ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ پنڈت نہرو کے اعلان کے باوجود یہ لوگ اردو کو یوپی کی علاقائی زبان ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

چیکوسلاواکیہ میں اردو

۱۸۔ دسمبر کو چیکوسلاواکیہ میں ایک ثقافتی وفد نے مولانا ابوالکلام آزاد مرکزی وزیر تعلیم سے ملاقات کی۔

مولانا نے وفد سے فرمایا کہ اس وفد سے دونوں ملکوں کے تعلقات زیادہ استوار ہوں گے اور ایک دوسرے کو سمجھنے میں کافی مدد ملے گی۔

وفد نے جواب میں کہا کہ چیکوسلاواکیہ کے عوام کو مشرقی زبانیں خصوصاً سنسکرت، ہندی اور اردو سیکھنے کا بہت شوق ہے۔

یوم کیفی

دسمبر کے تیسرے ہفتے میں علامہ پنڈت برجا موہن کیفی کی یاد میں اہل بمبئی نے یوم کیفی بڑے اہتمام سے منایا اس سلسلے میں جلسے کے علاوہ آل انڈیا مشاعرہ بھی ہوا۔ جلسے کی صدارت جناب طیب علی صاحب وسابق چیف جسٹس اودے پور نے کی جن کے فاضلانہ خطبۂ صدارت کا اقتباس روزنامہ ہندوستان بمبئی کے شکریہ کے ساتھ دیا جاتا ہے۔

اس سلسلے میں رات کو ایک شاندار مشاعرہ بھی جناب وی جے شنکر صاحب کی صدارت میں ۹ بجے رات سے ایک بجے شب تک ہوتا رہا۔ ۲۲ شعراء نے اپنا کلام سنایا۔

علاوہ اور حضرات کے قتیل شفائی، کنور مہندر سنگھ بیدی، نور لکھنوی، ہرچرن چند اختر، جوش ملسیانی، داتی چودھری، شوکت تھانوی، سید محمد جعفری، گلزار دہلوی، سحاب صاحبہ قزلباش، سید ذھب اور آخر میں حضرت جگر مراد آبادی نے اپنا دل پسند کلام پیش کیا۔ جگر صاحب کی غزل کے دو شعر یہ تھے ؎

یں ملکوں یہ لب تھا مجھے یہ بھی نہ رہا یاد

شاید کہ مرے بھولنے والے نے کیا یاد

مدت ہوئی اک حادثۂ عشق کو لیکن

اب تک ہے ترے دل کے دھڑکنے کی صدا یاد

جناب طیب علی صاحب کا خطبۂ صدارت حسب ذیل ہے :-

آنریبل مسٹر مرار جی دیسائی جناب صدر، صاحب دعوت راجا گیرجی، خواتین و حضرات

آپ تمام صاحبان کو علم ہے کہ آج ہم کیفی کی یاد منانے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ آج کا جلسہ اور مشاعرہ علامہ برجا موہن کیفی کی ادبی خدمات اور اردو کے سلسلے میں ان کی سرگرمیوں کے اعتراف کے لئے منعقد کیا گیا ہے۔ پنڈت برجا موہن کیفی صرف ایک بڑے شاعر ادیب اور فلاسفر ہی نہ تھے بلکہ وہ اردو زبان کے سب سے بڑے پرستاروں اور مخلص خادموں میں سے تھے ان کا یہ مستحکم خیال تھا کہ اردو زبان ہماری اور ہمارے ملک کی مقبول ترین زبان ہے جس کا تعلق کسی ایک خاص طبقہ یا مذہب سے نہیں ہے اور یہی رائے ہمارے وزیراعظم مسٹر نہرو کی ہے جس کو انھوں نے اپنی مختلف تقاریر اور بیانات میں ظاہر کیا ہے۔ کیفی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اردو کے دشمن ہمارے ملک کے دشمن ہیں اور میرے خیال سے کیفی صاحب کی بات بالکل حق بجانب ہے ان کے پاس اردو کی حمایت میں اس قدر دلائل اور اثبات موجود تھے کہ اکثر اردو*

* کے مخالفین بھی ان سے بحث کر کے اپنا تعصب ختم کر دیتے تھے۔

بے نظیر ایثار

کیفی صاحب ایک با اصول اور باہمت انسان تھے ان میں ایک زبردست جذبۂ ایثار تھا جس کا ایک زندہ ثبوت ان کی زندگی کا یہ واقعہ ہے کہ انتقال سے کچھ عرصہ پیشتر صدر جمہوریہ جناب ڈاکٹر راجندر پرشاد نے کیفی صاحب کو یاد فرمایا اور ساہتیہ اکیڈمی دہلی کے نائب صدر کا عہدہ معقول تنخواہ کے ساتھ ان کو سپرد کرنا چاہا۔ مگر یہ سن کر آپ کو تعجب ہوگا کہ کیفی صاحب نے شکریہ کے ساتھ اس پیشکش کو رد کر دیا اور صدر جمہوریہ سے کہہ دیا کہ جب تک حکومت اردو زبان کا حق تسلیم نہ کرے گی میں کوئی عہدہ قبول نہ کروں گا اور اگر حکومت نے اردو کے سلسلے پر مجھے مطمئن کر دیا تو میری ہر خدمت حکومت کے لئے ہر وقت حاضر ہے اب آپ اندازہ لگائیے کہ اردو کے اس محسن اعظم کی یہ قربانی کتنی بلند اور بیش قیمت ہے اور وہ بھی ان حالات میں جبکہ کیفی صاحب روزگار کی الجھنوں سے بری نہ تھے۔

(باقی)

مشاعرے

سوشل ایجوکیشنل سنٹر

ترکمان گیٹ دلی میں ایک عظیم الشان مشاعرہ حضرت ساغر نظامی کی صدارت میں پچھلے ہفتے ہوا۔ لوگوں کے شوق کا یہ عالم تھا کہ سخت سردی کے باوجود ہزاروں کی تعداد میں نہایت اطمینان سے آخر وقت تک جمے رہے۔ آخر میں شعرا کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔

حلیم کالج کان پور

انجمن گلستانِ ادب کا سالانہ غیر طرحی مشاعرہ ہوا۔ محمد احمد صاحب رضوی پرنسپل حلیم کالج نے صدارت فرمائی۔

سیتا بائی کالج (اکولہ علاقہ بمبئی)

میں ہندی ساہتیہ سمیلن کی جانب سے ایک غیر طرحی مشاعرہ ہوا۔ اسحاق اختر صاحب ایم۔ اے نے صدارت فرمائی۔ محمود نقوی صاحب اور جاوید صاحب ایڈیٹر "ہم لوگ" کی مزاحیہ نظمیں بہت پسند کی گئیں۔ پروفیسر شری واستو اور ترویدی صاحب نے بھی اپنا کلام سنایا۔ آخر میں مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ حاضرین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

بھیمڑی (بمبئی)

میں پچھلے ہفتے ایک کامیاب مشاعرہ ہوا جس میں علاوہ اور حضرات کے حضرت جگر مرادآبادی، شکیل بدایونی، محترمہ سحاب نثار بارہ بنکوی اور منتخب جارچوی نے شرکت فرمائی۔

حیدر گنج لکھنؤ

میں پرنس مرزا محمد ہادی صاحب ہادی کی صدارت میں ایک مشاعرہ منعقد ہوا جس میں لکھنؤ کے بہت سے شعرا نے شرکت فرمائی اس مشاعرے کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں زیادہ تر لکھنؤ ہی کے شاعر تھے۔ باقر حسین رنگین اور آفتاب لکھنوی نے اپنا مزاحیہ کلام پیش کیا۔

گوکھلے ریکریشن کلب

کی جانب سے ایک غیر طرحی مشاعرہ جسٹس گوپال جی مہروترا کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں جناب فراق گورکھپوری شہاب مرزاپوری، بیکش بنارسی، محشر مرزاپوری اور دوسرے شاعروں نے شرکت کی۔

نو بھارت

کے مدیر معاون رتن کمار صاحب نے دسمبر کے دوسرے ہفتے میں اپنی صاحبزادی کی شادی کے موقعے پر آگرہ والی دھرم شالہ بھوپال میں ایک مختصر مشاعرہ منعقد کی۔ آل انڈیا ریڈیو بھوپال کے ڈائرکٹر شری گریجا شنکر اگنی ہوتری نے صدارت کی۔

انٹر کالج بھوپال

کی بزم ادب کی جانب سے دسمبر کے دوسرے ہفتے میں یوم مجاز کے سلسلے میں ایک مشاعرہ منعقد ہوا۔ مشاعرے کے شروع میں محترمہ زہرہ جمال نے شاعر مجاز پر اپنا ایک تاثر پڑھا۔

ینگ مین ایسوسی ایشن اناؤ

کی جانب سے بابو بھگوتی سرن صاحب کے دولت خانے پر ایک مشاعرہ دسمبر کے دوسرے ہفتے میں ہوا۔ صدارت چودھری پربھات شنکر صاحب مروش اناوی نے فرمائی۔ مشاعرے میں مقامی شعرا کے علاوہ کچھ باہر کے شعرا نے بھی شرکت کی۔

آستانہ عالیہ (حضرت دیوان شاہ) ناگ پور

میں بہ صدارت جناب خوشتر صاحب وائس پریسیڈنٹ کھنڈوہ میونسپلٹی ایک مشاعرہ ہوا۔ جس میں حضرت ناطق گلاوٹھی کے علاوہ صوبے کے اور مشہور شعرا نے بھی شرکت فرمائی۔

سنٹرل کریمیہ اسکول (جمشید پور)

میں جناب مالک آروی کے اہتمام میں ایک کامیاب طرحی مشاعرہ ہوا جس میں دو طرح رکھی گئی تھیں بہت سے شعرا نے ان پر طبع آزمائی کی۔

سیفیہ کالج بھوپال

میں ایک پچھلے ہفتے ملا جلا مشاعرہ اور کوی سمیلن ہوا۔ وزیر خزانہ شری منتری لال نے افتتاح کیا۔

بزم اہل ادب اردو اجین

۹۔ دسمبر ۱۹۵۴ء کو جناب عاقل مہدی صاحب کی صدارت اور سلطان احمد صدیقی صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی علیگ کی سکریٹری شپ میں مشاعرہ ہوا۔ ۲۰ شعرا نے طرحی غزلیں سنائیں۔

بزم اردو مادھو کالج اجین

کی جانب سے سوشل گیدرنگ کے موقع پر ۱۲۔ دسمبر ۵۴ء کو ایک شاندار مشاعرہ زیر صدارت ڈاکٹر بابو رام شاد ماتھر وائس چانسلر وکرم یونیورسٹی اجین منعقد ہوا جس میں مقامی شعرا کے علاوہ باہر سے بھی کافی شعرا نے شرکت کی۔

آخر میں جناب صدر نے اردو زبان کے متعلق فرمایا کہ اس زبان کا مقابلہ ہندستان کی کوئی اور زبان نہیں کر سکتی۔ شاعری تشبیہ اور استعاروں میں سب کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے روزمرہ محاورہ میں خاص لطف ہے مثال کے طور پر چند شعر بھی سنائے۔ آپ نے فرمایا ادق ہندی اور ادق اردو عوام میں کبھی مقبول نہیں ہو سکتی اردو کی مقبولیت میں مشاعرے اور شاعروں کا بڑا حصہ ہے

عبدالشکور سکریٹری بزم

معاصرین

اردو کی مقبولیت

مرکزی حکومت کے وزیر تجارت مسٹر ڈی، پی کرمار کر نے ناگ پور میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ

"حکومت ہند کے افسر یا تو سنسکرت خوب جانتے ہیں یا اردو مگر ہندی نہیں جانتے"۔ اردو کے بارے میں یہ سچ ہے کہ اسے سرکاری افسر اور عام لوگ خوب جانتے ہیں۔ آخر وہ عام زبان ٹھہری جسے ہر شخص نے اپنی ماں کی گود میں سیکھا ہے۔ باقی سنسکرت سے وہی لوگ واقف ہیں جو علمی اصطلاح میں اسکالر کہلاتے ہیں اور سرکاری عہدوں پر پہنچ گئے ہیں۔ لیکن وہ ہندی سے واقف نہیں ہیں۔ حالانکہ وہ سرکاری زبان ہے اور اسے رائج کرنے میں حکومت نے بے شمار روپیہ خرچ کیا ہے اور جس کی پشت پر بے شمار سرکاری اور غیر سرکاری ادارے ہیں۔ کوئی وجہ تو ہے کہ اردو دشمنی کے ماحول میں بھی اردو ہی کا سکہ رواں دواں ہے اور ہندی سرکاری سرپرستی کے باوجود سرکاری افسروں تک کی زبان نہیں بن سکی ہے۔

(الجمعیۃ۔ ۲۷ دسمبر ۵۷ء)

انفارمیشن بیورو

ماہنامہ بیگ ڈنڈی امرتسر نے جسے امریک آنند صاحب ترتیب دیتے ہیں اپنے دسمبر ۵۷ء کے شمارے میں حکومت ہند کے انفارمیشن بیورو پر اداریہ لکھا ہے جس کے چیدہ چیدہ ٹکڑے نیچے دیئے جا رہے ہیں۔ (ہماری زبان)

"آزادی کے بعد ہمارے ملک میں بعض شعبوں نے بہت ترقی کی ہے ان میں سے ایک قومی حکومت کا محکمہ اطلاعات ہے جو ۱۹۴۷ء سے قبل ہندوستان کے محکمہ اطلاعات سے حیرت انگیز حد تک بدل گیا ہے......

.... معلومات کے وسیع خزانے کو بانٹنے میں اس محکمہ نے اکثر ایک اچھی وسعت اور سخاوت سے کام لیا ہے۔ ہر موضوع پر کچھ نہ کچھ مضمون مل ہی گیا۔ ان ہی دنوں میں جو چیزیں ہماری نظر سے گزریں ان میں جہاں پیداوار اور زراعت ایسے ضروری ملکی مسائل سے متعلق مضامین تھے وہاں بجا طور پر اردو ادب، بھارتی سنگیت اور آرٹ کے متعلق بھی مضامین تھے ان کے علاوہ محکمے کی طرف سے ملک میں سائنسی تعلیمی، سماجی، بھلائی اور اجتماعی منصوبوں کے بارے میں باقاعدہ نیوز لیٹر جاری ہوتے ہیں....... جہاں ہم اس محکمہ کی بے غرض خدمت کے تہِ دل سے ممنون ہیں وہاں ہم یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ بعض شعبوں کے لئے یا تو اس نے بہت کم کام کیا ہے یا بالکل کیا ہی نہیں۔ اس محکمہ کے انداز فکر میں ایک ایسی اجنبیت محسوس ہوتی ہے کہ اکثر مضامین میں ملکی زبانوں کے اخبارات اور ان کے پڑھنے والوں کے ذہن اور ضرورتیں ملحوظ نہیں رہتیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مضمون نگاروں کے دماغ میں بہت حد تک مغربیت حاوی ہے اور وہ ملکی زندگی کے اساسی طور و طریق سے ناواقف ہونے کے علاوہ یہاں کے عوام کے رہن سہن سے بھی شناسا نہیں۔ ان کے مضامین میں علمیت تو مل جاتی ہے لیکن وہ حقیقت نہیں ملتی جو ان مضامین کی اقدار کو کچھ دوام بخشے۔

مندرجہ بالا خامی سے قدرتی طور پر ایک اور خامی یہ پیدا ہوتی ہے کہ یہ محکمہ ملکی زبانوں کے لئے ضرورت سے بہت کم کام کر رہا ہے اگر ہم مغالطہ نہیں کھاتے تو غالباً اس کے تمام کے تمام اور خاص طور پر انگریزی ہی میں لکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ ملکی زبانوں کے اخبارات کو انگریزی کے اخبارات کی ضرورتوں کو بادل ناخواستہ قبول کرنا پڑتا ہے۔ اگر اس کے مختلف دفاتر سے ملک کی علاقائی زبانوں میں طبع زاد مضامین جاری ہوں تو اس سے ملک کی علاقائی صحافت کو بہت فائدہ ہوگا۔

اس محکمہ سے جو خبریں ملتی ہیں وہ اکثر روزانہ اخبارات کے لئے تو موزوں ہوتی ہیں لیکن عام رسالوں کے کسی کام نہیں آسکتیں مگر رسالوں کے لئے ان خبروں کے خاص طور پر کئے گئے خلاصے بھیجے جائیں تو وہ یقیناً کارآمد ثابت ہوں گے۔

ایک بدذائقہ تحقیق

شری اجیت کمار نندا کے قلم سے لیڈر (ہفتہ وار ایڈیشن) ۲۰ اکتوبر میں۔

"ہندی علاقے میں ہندی صحافت انیسویں صدی کے نصف اول کے ختم ہونے سے قبل نہ شروع ہو سکی۔ اور جب شروع ہوئی تو اردو صحافت کے ضمیمہ کے طور پر۔ اردو سے پہلا دو لسانی پرچہ مالوہ اخبار کے نام سے اردو اور ہندی میں ۱۸۴۸ء میں نکلا۔ اس کے بعد کاشی سے سدھاکر نکلا۔ وہ بھی دونوں زبانوں میں تھا۔ ۱۸۵۳ء سے وہ محض ہندی کا ہو گیا۔ یک لسانی پہلا اخبار بنارس اخبار کے نام سے ۱۸۴۹ء میں نکلنا شروع ہوا۔ ہندی علاقے کا یہ پہلا ہندی اخبار تھا۔ زبان اس کی بھی اردو ہی تھی خط البتہ ناگری تھا۔ یہ راجہ شیو پرشاد کی سرپرستی میں تارا دت کی ایڈیٹری میں نکلا تھا۔" (ص ۶)

لیکن تاریخی تفتیش اور چھان بین ایسی بھی کیا جو حقائق ایسے ناخوشگوار اور بدذائقہ برآمد کرے! ——— اردو کی قدامت اور ایک طرح پر اس کی فوقیت ثابت ہو، اور وہ بھی یو پی میں جہاں اس کے وجود تک سے انکار بارگاہ وزارت مآب سے ہو چکا ہو!

مراسلات

دھاندلی

مکرمی، تسلیم!

۱۷ نومبر ۱۹۵۶ء بروز جمعہ قریب پونے دو بجے جامعہ اردو کے امتحانات کی کاپیوں کے بنڈل جو پہلی نشست کے تھے۔ لیکر دہرہ دون کے ہیڈ پوسٹ آفس گیا تو پارسل کلرک نے یہ کہہ کر بنڈلوں کے لینے اور رجسٹر کرنے سے انکار کردیا کہ ان پر اردو میں پتہ لکھا ہوا ہے اور ابھی حال میں سرکار کا ایک آرڈر آیا ہے جس کی رو سے کوئی بھی اردو کا پتہ کھڑکی پر منظور نہ کیا جائے گا۔ اس پتہ کو انگلش یا ہندی میں لکھ کر لائیے۔ یہ بات سنکر مجھے بہت حیرانی ہوئی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ نیا قانون کیوں اور کس طرح بن گیا۔ بہرحال کئی مرتبہ کہنے پر بھی اس کلرک نے منظور نہ کیا تو میں سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانے کے پاس جو دہرہ دون میں ہیں اس لئے گیا کہ اس قانون کی ایک کاپی حاصل کرسکوں۔ معلوم ہوا کہ اس قسم کا کوئی قانون نہیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ہیڈ پوسٹ آفس کو فون کیا اور اس پر پارسل کے سپروائزر کو بلایا اور کہا کہ تم نے یہ کیا کیا اور کیا اندھیر گردی مچا رکھی ہے۔ اس پر سپروائزر صاحب نے کہا کہ اچھا ان کو میرے پاس بھیج دیجئے، میں پارسل کرادوں گا تو سپروائزر صاحب نے ان کاپیوں کے بنڈلوں پر انگلش میں پتے لکھ دئے۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے تو سپروائزر صاحب نے کہا کہ آپ میرے پاس ایسے پتے لیکر آئیے میں انگلش میں لکھ دیا کروں گا۔ اس پر میں نے کہا کہ انگلش میں میں بھی لکھ سکتا ہوں لیکن جو انگلش نہیں جانتے وہ کھڑکی سے ہی لوٹا دئے جائیں گے کیا؟۔ اس پر کہنے لگے کہ آپ کو دوسروں سے کیا۔ اس پر میں نے کہا کیوں نہیں اردو ہماری مادری زبان ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ اردو جاننے والوں کو اس طرح پریشان کیا جائے تو پھر کافی بحث و مباحثہ کے بعد انھوں نے وعدہ کیا کہ ہر ایک کا خیال رکھا جائے گا۔

نیاز مند

سید آل حسن زیدی

مدھیہ پردیش میں اردو

گزشتہ ماہ برہان پور جنتا لائبریری ہال میں پندرہ روزہ رائٹرس میٹنگ جناب خورشید برہان پوری کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں پہلے اردو کے بے باک صحافی و شاعر مولانا ظفر علی خاں کے انتقال پر ملال پر تعزیتی تجویز منظور کی گئی۔

دوسری تجویز جناب اقبال نقیب صاحب نے کوثر چاندپوری کے اس مضمون کی تائید میں پیش کی جس میں کوثر صاحب نے بھوپال، اندور، جبل پور، اور برہان پور کے علاقوں کو اردو کے لئے نئے مدھیہ پردیش میں فال نیک بتایا ہے اور توقع کی ہے کہ ان علاقوں کے علمی و ادبی ادارے اگر ایک ساتھ مل کر صوبائی طریقہ پر کام کریں گے تو اردو کا مستقبل نئے مدھیہ پردیش میں شاندار ہوگا۔ لہذا آج کی رائٹرس میٹنگ اور اراکین جنتا لائبریری کوثر صاحب کے بیان کی پر زور تائید کرتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ ہم اردو کے لئے صوبائی طریقہ پر ایک ساتھ کام کریں گے اس سلسلے میں خصوصاً صوبائی اور مقامی انجمن ترقی اردو کی شاخوں کی شمولیت بھی ضروری ہوگی۔ تاکہ وسیع پیمانے پر اردو کی تحریک کو زیادہ سے زیادہ تقویت ہو آج اردو کے لئے خلوص اور اتحاد سے کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ مقامی انجمن ترقی اردو شاخ کے جنرل سکریٹری جناب مرزا ساز دھولیہ بھی "نئے مدھیہ پردیش میں اردو کا مستقبل" کے عنوان سے ایک مضمون لکھ رہے ہیں جو ہمارے لئے کافی مفید ہوگا۔

اس کے بعد پندرہ روزہ ادبی پروگرام شروع ہوا۔ مندرجہ ذیل شعراء ادباء نے اپنی تخلیقات سنائیں ان پر دوستانہ بحث ہوئی۔ جناب قیصر محمود ایم۔ اے۔ مخدوم جابر برہانی۔ اقبال نقیب۔ اختر پرویز۔ نیر جاوید۔ عزیزالرحمن انصاری۔ ایم انور اور صدر مجلس خورشید برہان پوری

جنرل سکریٹری

جنتا لائبریری برہان پور

بزم ادب کا ودائیہ

جھنجھنوں (ڈاک سے) تاریخ ۱۰۔ دسمبر ۱۹۵۶ کو دفتر بزم ادب میں شری شیو پرشاد پانڈے ایس۔ پی پولیس کو ودائیہ دیا گیا۔ آپ کا تبادلہ کوٹہ ہوا ہے۔ آپ نے بزم ادب کی جس طرح سرپرستی کی وہ ادب نواز حلقوں کے لئے یادگار رہے گی۔ جلسے کی صدارت سری بی۔ سی کرپی کلکٹر ضلع نے فرمائی۔

اراکین بزم ادب میں سے نصرت حسین فاروقی۔ حیات علی خاں۔ کنور جے سنگھ شجاوت۔ حافظ عبدالرحیم ٹونکی۔ صادق حسین فاروقی۔ عبدالرحیم سالک۔ سید احمد۔ عبدالرحمن عشقی۔ احمد حسین مدد اور خورشید حسین وغیرہ نے اپنے چیدہ کلام سنائے۔ جس سے سامعین بے حد لطف اندوز ہوئے۔

وکیل سید علی نقوی صدر بزم ادب نے سپاسنامہ پیش کیا اور سکریٹری صاحب نے پھول مالا پہنائی۔ آخر میں ایس۔ پی صاحب نے اپنی تقریر میں اراکین بزم ادب کا شکریہ ادا کیا۔ کلکٹر صاحب نے ایس۔ پی صاحب کی خدمات کی تعریف کی اور جلسہ بخیر وخوبی ۱۰ بجے ختم ہوا۔

اصغر علی شباب

جوائنٹ سکریٹری بزم ادب جھنجھنوں

بزم ادب کا انتخاب

مورخہ ۱۵۔ دسمبر ۱۹۵۶ کو ادارہ بزم ادب جھنجھنوں کے اجتماع کی مجلس مشاورت کا از سر نو انتخاب بالاتفاق رائے عمل میں آیا۔ صدر۔ جناب وکیل صاحب سید علی نقوی۔ نائب صدر جناب حافظ عبدالرحیم خاں صاحب حافظ ٹونکی۔ جنرل سکریٹری۔ حافظ عبدالرحیم خاں صاحب سالک عزیزی جوائنٹ سکریٹری۔ (۱) جناب نصرت حسین صاحب فاروقی ادیب ماہر (۲) جناب اصغر علی صاحب شباب قریشی۔ خازن۔ جناب محمد صدیق خاں صاحب ادیب کامل

اراکین مجلس مشاورت

(۱) جناب محمد احسن صاحب ٹونکی۔ (۲) جناب عبدالرحمن صاحب فاروقی عشقی (۳) جناب سید احمد خاں صاحب سعید ادیب فاضل (۴) جناب سراج الحسن صاحب فکر ادیب کامل (۵) جناب محمد حنیف صاحب جوش ادیب کامل (۶) شری نتھمل شرما صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم اسکول جھنجھنوں۔

محمد صدیق خاں

تبصرے

اطہر پرویز

آسٹریلیا کی جھلک

مصنفہ:۔ تاج لیسین علی خاں

ناشر:۔ المہدی بک ایجنسی، معظم جاہی مارکٹ حیدرآباد۔ قیمت ۲/۸ روپے

زیر نظر تصنیف ایک سفرنامہ ہے جسے محترمہ تاج لیسین صاحبہ نے لکھا ہے۔ محترمہ تاج لیسین اپنے شوہر کے ساتھ آسٹریلیا گئی تھیں وہاں آپ نے جو کچھ دیکھا اسے ایک حساس فن کار کے قلم سے قلم بند کیا۔ اس میں حقیقت نگاری کے ساتھ مزاح کی چاشنی بھی ہے جو شروع سے آخر تک کتاب کی دلچسپی کو برقرار رکھتی ہے اور پڑھنے والوں کو موضوع کی خشکی کا احساس نہیں ہوتا۔

آسٹریلیا کے سلسلے میں ہماری زبان میں کوئی کتاب نہ تھی۔ محترمہ تاج لیسین نے یہ سفرنامہ لکھ کر آسٹریلیا سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے کافی مواد اکٹھا کر دیا ہے۔

مہدی نواز جنگ کے پیش لفظ کے علاوہ ڈاکٹر محی الدین زور قادری کی تقریظ اور نصیر الدین ہاشمی صاحب کا جامع مقدمہ بھی شامل ہے جس میں ہاشمی صاحب نے اردو سفرناموں کی مختصر تاریخ کا خاکہ بھی پیش کیا ہے۔ یہ پیش لفظ بذات خود اہم ہے۔

سفرناموں کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے آسٹریلیا کی جھلک بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

ساقی نامہ

از:۔ پروفیسر سید شاہ عطاءالرحمن عطا کاکوی

ناشر:۔ ایوان اردو پٹنہ ۔ پاکٹ سائز

عطا کاکوی کا ساقی نامہ دوسری بار شائع ہوا ہے۔ اس کتابچے میں ۴۴ رباعیاں اور ۱۲ قطعات ہیں۔ رباعیوں میں پختگی ملتی ہے اور جناب عطا کاکوی کی شاعرانہ حیثیت ابھر کر سامنے آتی ہے۔

دیکھا تری محفل کا نظام اے ساقی
حیرت ہے کہ کیونکر ہے قیام اے ساقی
انسان کا خوں تو ہو انساں کو حلال
انگور کا پانی ہو حرام اے ساقی

رباعیاں تمام تر اچھی ہیں اور بقول عطا کاکوی امید ہے کہ یہ قدر شوق ہر ذوق کی تسکین ہو سکے گی۔

پرنٹر پبلشر اطہر پرویز نے جمشید پرنٹنگ پریس میں چھپوا کر دفتر ہماری زبان سے شائع کیا